سوال

(63)جمعہ کی پہلی اذان کا شرعی حکم

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

جمعہ کی پہلی اذان کے متعلق شرعی حکم کیا ہے؟ بعض لوگ اسے سنت کہتے ہیں، کتاب وسنت کی روشنی میں وضاحت فرمائیں؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

وہ اذان جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں کیا ہے،جمعہ کے دن اس وقت ہوتی تھی، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ کے لئے منبر پر بیٹھ جاتے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت ابوبکر صدیق اور عمر رضی اللہ عنہما کے دور خلافت میں یہی معمول رہا، جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے عہد حکومت میں مدینہ کی آبادی میں اضافہ ہوگیا توآپ نے لوگوں کی سہولت کے لئے مزید ایک اذان کا اضافہ کردیا جوبازار میں ''زوراء'' نامی مقام پر دی جاتی تھی۔ جیسا کہ سائب بن یزید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کے زمانہ میں،جمعہ کے دن پہلی اذان اس وقت ہوتی تھی جب امام منبر پر بیٹھ جاتا تھا لیکن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں جب لوگ زیادہ ہوگئے توآپ نے مقام زوراء پر تیسری اذان کا اضافہ فرمایا۔ [صحیح بخاری، الجمعہ : ۹۱۲]

شرعی اعتبار سے نماز کے لئے تکبیر کوبھی اذان کہا جاتا ہے، اس لئے عثمانی اذان، اضافہ کے اعتبار سے تیسری اورترتیب کے لحاظ سے پہلی ہے بعض روایات میں اس عثمانی اذان کواذان ثانی سے بھی تعبیر کیاگیا ہے۔ [صحیح بخاری، ۹۱۵]

حقیقی اذان نبوی کے مقابلہ میں اسے دوسری اذان کہا جاتا ہے اگرچہ ترتیب کے اعتبار سے پہلی اذان کہا جاتا ہے۔ واضح رہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے آبادی میں اضافہ کی وجہ سے بازار میں ایک اونچے مقام پر اذان کہنے کا اہتمام، اس لئے کیا تھا تاکہ لوگوں کو جمعہ کے متعلق بآسانی خبردار کیا جائے۔ اسے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اکثریت نے اختیار کرلیا، اگر آج بھی ایسے حالات ہوں تواس عمل کوبرقرار رکھا جاسکتا ہے لیکن عصر حاضر میں تقریباً ہر مسجد میں لاؤڈ سپیکر موجود ہے جس کے ذریعے دور دراز علاقوں میں اذان کی آواز پہنچ جاتی ہے اور لوگ جمعہ کے وقت سے باخبر ہوجاتے ہیں اندریں حالات کسی ہنگامی اذان کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ واضح رہے کہ مسجد میں ہی دونوں اذانوں کا اہتمام حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا طریقہ نہیں ہے اگر کوئی اس پر عمل کرنا چاہتا ہے تواسے بازار میں جاکر کسی اونچی جگہ پر کھڑے ہوکر پہلی اذان دینے کا شرف پورا کرلینا چاہیے۔اپنے مؤقف کی تائید میں یہ کہنا اذان عثمانی خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم میں سے ایک خلیفہ کی سنت ہے جسے مضبوطی سے تھامنے کی تلقین کی گئی ہے۔ یہ اس لئے درست نہیں ہے کہ خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کی وہی سنت اختیار کی جاسکتی ہے جوسنت نبوی کے خلاف نہ ہو، لیکن ہم اسے بدعت نہیں کہہ سکتے کیونکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے یہ اذان دوسری اذانوں پر قیاس کرتے ہوئے شروع کردی تھی وہ اس طرح کہ کسی بھی نماز کے لئے اذان اس لئے کہی جاتی ہے تاکہ لوگوں کو نماز کے وقت سے خبردار کیا جاسکے چونکہ لوگوں کی کثرت کے باعث جمعہ کے دن

ایسا ممکن نہ تھا کہ ایک ہی اذان سے سب کو اطلاع ہو جائے اس لئے انہوں نے یہ اذان شروع کر دی۔ یہ دعویٰ کرنا کہ پہلی اذان کے جواز پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع سکوتی ہے، یہ دعویٰ بھی محل نظر ہے کیونکہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جمعہ کے دن پہلی اذان کہنا بدعت ہے۔ [مصنف ابن ابی شیبہ، ص:۱۴۰،ج۳]

اس کے علاوہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی دارالحکومت کوفہ میں اسے ختم کر کے اذان نبوی کو ہی جاری رکھنے کا حکم جاری کیا تھا۔ [تفسیر قرطبی، ص:۱۰۰،ج۱۸]

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ نویں صدی ہجری کے نصف تک مغرب کے علاقے میں جمعہ کے لئے صرف ایک اذان دینے کا حکم دیا تھا۔ [فتح الباری، ص:۵۰۷،ج۲]

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جمعہ کی اذان کے متعلق میں عہد رسالت ہی کے طرز عمل کو زیادہ پسند کرتا ہوں۔ [کتاب الام، ص:۱۹۵،ج۱]

تفصیل بالا کے پیش نظر ہمارے نزدیک سنت نبوی کے مطابق جہاں ایک اذان دینے کا عمل ہے، وہاں اسے برقرار رہنا چاہیے، کسی خاص مکتب فکر کے لوگوں کو خوش کرنے کے لئے اس نبوی طرز عمل کو بدلنا قطعاً مستحسن نہیں ہے، البتہ جہاں دو اذانیں ہوتی ہیں اگر وہاں کسی قسم کے فتنہ و فساد کا اندیشہ نہ ہو تو وہاں ایک اذان پر اکتفا کرنے کا اہتمام ہونا چاہیے۔ اگر حالات سازگار نہ ہوں تو ان کے سازگار ہونے تک دونوں اذانوں کو برقرار رکھنے کی گنجائش ہے، لیکن سنت نبوی پر عمل کرنے کے لئے ذہن سازی کرتے رہنا چاہیے ایسے حالات کو باہمی اختلاف و جدال کا ذریعہ نہ بنایا جائے۔ [واللہ اعلم]

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ اصحاب الحدیث

جلد:2 صفحہ:108